انسانی حقوق
سیرتِ طیبہ کی روشنی میں

از قلم: سید شبیر حسین زاہد

خلاقِ عالم نے انسان کی تخلیقِ حقیقی سے پہلے اس کی حاجتوں اور ضرورتوں کا خیال کرتے ہوئے کائنات اور اس کی نعمتیں پیدا کیں۔ انسان کی تخلیق اور اس کے ہبوطِ ارضی کے بعد جہاں خدائے بزرگ و برتر نے انسان کی روحانی ضرورتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس کی رہنمائی و ہدایت کے لئے انبیاء و صحائف کی تبعیث و تنزیل کا سلسلہ جاری کیا' وہاں انسان کی دنیاوی و جسمانی خواہشوں اور ضرورتوں کو سامنے رکھ کر اس کی تمام بنیادی مادی ضرورتوں کی فراہمی بھی اپنے اوپر واجب کر لی' مثلاً پانی' ہوا' رزق' زندگی' موت وغیرہ۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے زمین و آسمان سے انسانی ضرورتوں کی فراہمی کے اسباب و ذرائع مہیا فرما دیئے اور انہیں انسانوں کے لئے عام کر کے انسانی حقوق کی اہمیت کو واضح کر دیا۔ چنانچہ فرما دیا:

خَلَقَ لَكُمْ مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا (البقرہ: ۲۹)

"زمین میں جو کچھ ہے وہ خدا نے تمہارے (یعنی انسانوں کے) لئے پیدا کیا ہے"

انبیاء کرامؑ اپنے اپنے وقت پر ایک ایک کر کے آتے رہے[1] اور انسانی حقوق متعین کرتے رہے۔ بانیانِ مذاہب نے بھی انسانی حقوق متعین کئے اور مصلحین بھی انسانی حقوق کے تعین میں کوشاں رہے' مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ انسانی حقوق کی پامالی ہر دور میں ہوئی' انسان کو اس کے بنیادی حقوق سے محروم کیا گیا اور اس پر صرف "فرائض"

---

[1] وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ (فاطر: ۲۴) "اور کوئی امت ایسی نہیں کہ جس میں کوئی ڈرانے والا نہ بھیجا گیا ہو"۔ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (الرعد: ۷) "اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی (ہوا) ہے"۔

نافذ کر کے اس کے انسان ہونے کا مذاق اڑایا گیا۔

حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو عربوں میں اور غیر عربوں میں انسانی حقوق کی دھجیاں بکھری ہوئی تھیں۔ مثلاً باہمی حقوق مفقود تھے' ازدواجی زندگی میں میاں بیوی کے درمیان حقوق و فرائض کا تصوّر معدوم تھا' معاشرے میں مختلف طبقات کے حقوق کی کوئی پروا نہیں کرتا تھا' زور آور ہر احتساب سے آزاد تھا اور کمزور حقوق سے دُور اور فرائض کے بوجھ تلے کراہ رہا تھا' طبقۂ اناث مظلومیت کا شکار تھا' غلامی اور انسانی خرید و فروخت عام تھی' نہ رعایا کی کوئی شکل تھی اور نہ ہی اس کے کوئی حقوق متعین تھے' جو زبردست ہوتا تھا وہ حاکم بن جایا کرتا تھا' بچے محرومی کا شکار تھے اور لڑکیاں شرم و عار کا باعث ہونے کے سبب پیدا ہوتے ہی حوالۂ موت کر دی جاتی تھیں۔ ماں باپ' اقرباء' پڑوسی' مہمان' استاد و شاگرد' امیر و غریب' آجر و مستاجر' اور دوست دشمن سب حقوق سے نا آشنا تھے۔ غرضیکہ انسانیت کی تذلیل اور حقوقِ انسانی کی ناقدری و عدمِ ادائیگی ہر سطح پر عام تھی۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ما قبل مذاہب کی تعلیمات میں بھی انسانی حقوق کی کوئی متعین شکل نہ تھی۔ احکامات ایسے مبہم اور مُغلق تھے کہ کچھ بھی سمجھ میں نہ آتا تھا۔[2] مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاملہ کی نزاکت و اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے ان کی تعیین ایسے تفصیلی' عام فہم اور مدبرانہ انداز میں کی کہ دوسروں کی تعلیمات اسلامی نقطۂ نظر کے سامنے ہیچ نظر آنے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین طریقوں سے حقوقِ انسانی کی تعلیم دی:

اوّل: تعلیماتِ قرآنی کی تبلیغ و تشہیر کر کے' جس کے سامنے کسی کو دم مارنے کی مجال نہ

---

[1] تفصیل کے لئے دیکھئے: اصلاحاتِ کبریٰ از ابو القاسم رفیق دلاوری' سیرتِ رسولِ عربی از مولانا نور بخش توکلی' سیرت النبیؐ از شبلی نعمانی و سیّد سلیمان ندوی (جلد اول و ششم)' اسلام کے کارہائے نمایاں از پروفیسر غلام رسول' تصوراتِ عرب از عبید اللہ قدسی' سیرتِ سرورِ عالمؐ از مولانا مودودی جلد اول۔

[2] دیکھئے پرانا اور نیا عہد نامہ۔ مختلف احکام جو ایک دوسرے سے متضاد بھی ہیں اور مبہم بھی' مزید دیکھئے اظہارُ الحق از مولانا رحمت اللہ کیرانوی (تینوں جلدیں)

تھی۔

دوم: اپنے اقوال 'ارشادات اور تقریری عمل ۳؎ سے لوگوں کو پابند کر کے۔

سوم: آپؐ کے اپنے پیش کردہ طرزِ زندگی اور معمولاتِ روز و شب میں حقوقِ انسانی کی نگہداشت اور آپؐ کا طرزِ عمل بھی امت کے لئے نمونہ ہدایت رہا اور رہے گا' جس کی پیروی کا حکم بھی قرآن میں دے دیا گیا تھا۔ یعنی: **لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ** (الاحزاب: ۲۱) "تمہارے لئے اللہ کے رسولؐ کی زندگی میں (پیروی کرنے کو) عمدہ نمونہ ہے"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تڑپتی' سسکتی' محروم' مقہور' مجبور اور استحصال زدہ انسانیت کو وہ سہارا دیا کہ انسانیت دوستی کا سب سے پہلا عملی ثبوت آپؐ نے اپنے قول و فعل سے پیش کیا اور اپنے احکامات' ارشادات' تعلیمات اور وصایا ۵؎ کے ذریعے اپنی امت کو حقوقِ انسانی کی بجا آوری کا پابند کر دیا۔ نہ صرف انسانوں کو ان کے حقوق سے بہرہ ور کیا بلکہ جانوروں تک کو بھی ان کے حقوق سے نوازا اور ان کے حقوق کے سلسلے میں انسانوں کو حکیمانہ تعلیمات دیں۔

اسلام کے معاشرتی اصول

چونکہ تمام انسان مل کر رہتے ہیں اور یہ اجتماعی بودوباش معاشرتی ماحول پیدا کرتی

۳؎ آپؐ کا ایسا عمل کہ آپؐ کوئی عمل ہوتا ہوا دیکھتے مگر اس پر ناراضی' ممانعت یا حوصلہ افزائی نہ فرماتے' بلکہ سکوت فرماتے۔ آپؐ کے سکوت کو ایک طرح کی رضامندی شمار کیا جاتا ہے۔ اور آپؐ کے اس طرز عمل کو تقریری کہا جاتا ہے (**وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ** (یونس - ۴۷)

۵؎ احکامات سے مراد وہ احکام ہیں جو آپؐ نے حکم کے انداز میں امت کے لئے ارشاد فرمائے اور جن پر عمل فرض اور جن کا انکار کفر ہے۔ ارشادات آپؐ کے وہ اقوال وغیرہ ہیں جن میں آپؐ نے حقوقِ انسانی کے بارے میں ترجیحات' ترغیبات اور اجرو کرامت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اور ان پر عمل امت کی اپنی سہولت و مرضی پر چھوڑ دیا ہے' کوئی عمل کرے تو ثواب کا حقدار اور نہ کر سکے تو کوئی عذاب نہیں۔ وصایا سے مراد وہ احکامات و ارشادات ہیں جو خطبہ حجتہ الوداع سے لے کر وصال تک ارشاد ہوئے۔

ہے' لہٰذا اس سے پہلے کہ انسانوں کے مختلف طبقات کے حقوق کے سلسلے میں اسلامی تعلیمات پیش کی جائیں' موزوں ہو گا کہ اسلام کے معاشرتی اصول اور اسلامی معاشرہ کے خدوخال مختصراً پیش کر دیئے جائیں' تاکہ انسانی حقوق کو سمجھنے سمجھانے کے لئے راہ ہموار ہو سکے۔ چنانچہ اس سلسلہ کی تعلیمات درج ذیل ہیں:

(۱) تمام انسان برابر ہیں: قرآن کا ارشاد ہے: **یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ** (الحجرات: ۱۳) "اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری شاخیں اور قبیلے بنائے' تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے"۔ حجتہ الوداع کے موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک تمہارا ربّ ایک ہے اور بے شک تمہارا باپ ایک ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر' سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں' مگر تقویٰ کے سبب سے"۔ (بحوالہ مسند احمد)

(۲) تمام انسان بھائی بھائی ہیں: ارشاد الٰہی ہے: **اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ** (الحجرات: ۱۰) "بے شک تمام مومن بھائی ہیں"۔ انبیاء و رسل سے ارشاد ہوا: **اِنَّ ھٰذِہٖۤ اُمَّتُکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً** (المؤمنون: ۵۲) "اور تم سب ایک ہی جماعت ہو۔" رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں"۔ (مستدرک حاکم' طبری' ابن اسحاق) دوسری جگہ ارشادِ نبویؐ ہوا: "تم اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن جاؤ"۔ (بحوالہ بخاری)

(۳) آپس میں اتحاد و اتفاق: اعلانِ الٰہی ہے: **وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا** (آل عمران: ۱۰۳) "سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو"۔ پھر ارشاد ہوا: "اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے (آپس میں) تفرقہ کیا اور اختلاف کیا"۔ (آل عمران: ۱۰۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایسا ہی ہے جیسے کہ ایک عمارت' جس کا ایک جزو دوسرے جزو کو قوت دیتا ہے"۔ پھر آپؐ نے اپنی انگلیوں کو (آپس میں) ملا کر اپنے ارشاد کی تائید میں مثال بتائی۔ ایک اور حدیث میں ہے: "تو مومنوں کو ایک

دوسرے سے رحم، محبت اور مہربانی میں ایسا دیکھے گا جیسا کہ بدن میں ایک عضو بیمار ہو جائے تو تمام اعضاء بخار اور بیماری میں اس کے شریک ہو جاتے ہیں"۔(بخاری)

(۴) آپس میں ضرورتمندوں کی امداد و تعاون: آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک سائل آیا۔ آپؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے (پھر صحابہؓ کی طرف توجہ کی) اور فرمانے لگے: "اس شخص کی مجھ سے سفارش کرو، تم کو ثواب ہو گا"۔ (بخاری)

(۵) آپس میں عدل و انصاف: ارشادِ خداوندی ہے: **اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ بِالْعَدْلِ** (النحل : ۹۰) "بے شک اللہ تمہیں عدل کا حکم دیتا ہے"۔ پھر ارشاد ہوا: "اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کو کھڑے ہو جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تم کو اس (بات) پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف کے رستے سے ہٹ جاؤ"۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: **اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی** (المائدہ۔ ۱۸) "عدل کرو، یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے!" سورۂ بنی اسرائیل (آیت ۳۳) میں انسانی جان کے قتل کی ممانعت کا حکم دینے کے ساتھ فرمایا: **اِلَّا بِالْحَقِّ** یعنی اس حکم سے ایسا قتل مستثنیٰ ہے جو انصاف کے حصول کے لئے ضروری ہو۔

(۶) جان و مال اور آبرو کی حرمت: فرمانِ خداوندی ہے "اور (اپنے درمیان) کسی جان کو قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے، مگر یہ کہ انصاف چاہو"(بنی اسرائیل: ۳۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "تمہاری جانیں، تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں ویسی ہی حرمت رکھتی ہیں جیسے کہ آج کے دن (یوم الحج) کی حرمت ہے"۔ (بخاری)

(۷) مذہبی آزادی: فرمانِ الٰہی ہے: **لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ** (البقرہ : ۲۵۶) "دین (کے سلسلے) میں (کسی پر) کوئی جبر نہیں ہے، ہدایت کی راہ گمراہی سے واضح ہو چکی ہے"۔

(۸) ملکیت میں اشتراک: ارشادِ خداوندی ہے: **وَ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ** (البقرہ : ۳) "اور جو ہم نے ان (متقین) کو دیا ہے اس میں سے (دوسروں کے لئے بھی) خرچ کرتے ہیں"۔ ایک دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے: "اور ان کے مالوں میں سوالی اور مانگنے والے محتاج کا حق ہے"۔ (الذّاریات : ۱۹)

(۹) کسی کو غلام نہ بنایا جائے: حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"وہ لوگ بہت بُرے ہیں جو آدمیوں کو (غلام بنا کر) فروخت کرتے ہیں"۔ (بخاری)

(۱۰) آپس کی ذمہ داری: حضور صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **"کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ"** (بخاری) "تم میں سے ہر ایک نگران اور ذمہ دار ہے۔ اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں بازپرس ہو گی"۔

(۱۱) تکریمِ انسانیت: قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے: **وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ** (بنی اسرائیل: ۷۰) "اور یقیناً ہم نے بنی آدم کو بزرگی (تکریم و عزت) دی ہے"۔

(۱۲) ممانعتِ کینہ پروری: ارشادِ رسالتؐ ہے: **لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا......** الخ (بخاری) "آپس میں ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو' نہ ایک دوسرے سے حسد کرو اور نہ ایک دوسرے سے منہ پھیرو' اور سب مل کر خدا کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ"۔

(۱۳) آپس میں حقِ رحم: سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **مَنْ لَا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ** (بخاری) یعنی جو (انسانوں پر) رحم نہیں کرتا اس پر بھی (خدا کی طرف سے) رحم نہیں کیا جاتا۔ یا کہ انسان بھی اس پر رحم نہیں کرتے۔ مستدرک حاکم میں ارشاد نقل ہوا ہے کہ "تم زمین والوں (عموماً کُل مخلوقات خصوصاً انسان) پر رحم کرو تو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا"۔ بقول شاعر۔

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر   خدا مہرباں ہو گا عرشِ بریں پر

(۱۴) آپس میں حُسنِ اخلاق کا حق: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "اور لوگوں کے ساتھ حُسنِ اخلاق سے پیش آؤ"۔ (جامع ترمذی)

(۱۵) دوسروں کے لئے اپنی پسند کے معیار پر انتخاب کی پابندی: ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ باتیں گنائیں جن میں سے ایک یہ تھی کہ **وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ** (بخاری' دوم) "تم لوگوں کے لئے وہی کچھ چاہو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو"۔ [لہ]

[لہ] تورات اور انجیل میں یہی تعلیم ان الفاظ میں آئی ہے کہ "تم اپنے پڑوسی (ساتھی) کو ایسا چاہو جیسا کہ تم اپنے آپ کو چاہتے ہو" بحوالہ سیرت النبیؐ از سید سلیمان ندوی ششم' ص ۲۹۹

(۱۶) حقِ صلح و سازگاری: فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَصْلِحُوا ذَاتَ بَیْنِکُمْ (الانفال:۱) "پس خدا سے ڈرو اور اپنے باہمی معاملہ کی اصلاح کرو"۔ وَ اِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ...... لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ (الحجرات: ۹۔۱۰) "اگر مسلمانوں کے دو فرقے آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔ اور اگر ایک (فرقہ) دوسرے پر زیادتی کرے تو جو زیادتی کرے اس سے لڑو' حتّٰی کہ وہ حکمِ خداوندی کی طرف رجوع کرے اور جب وہ رجوع کرے تو فریقین میں برابری کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف کو ملحوظ رکھو۔ بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔

(۱۷) امر بالعروف و نہی عن المنکر: قرآن میں ارشاد ہوا ہے: وَ لْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ (آل عمران: ۱۰۴) "تم میں سے ایک گروہ ایسا ضرور ہونا چاہئے جو لوگوں کو نیک کام کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کو کہے اور برے کاموں سے منع کرے"۔ مزید ارشاد ہوا: کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ...... وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ (آل عمران: ۱۱۰) "تم بہترین امت ہو جسے لوگوں (کی رہنمائی) کے لئے برپا کیا گیا ہے۔ تم اچھے کام کرنے کے لئے کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "تم میں سے جو کوئی بری (نامشروع) بات دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دے اور ہاتھ سے نہ مٹا سکے تو زبان سے مٹا دے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل میں بُرا جانے۔ یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے"۔ (صحیح مسلم)

(۱۸) آپس میں حق گواہی: قرآن میں ارشاد ہوا ہے: "اے لوگو! گواہی کو نہ چھپاؤ' جو اس کو چھپائے گا تو اس کا دل گنہگار ہے"۔ (البقرہ: ۲۸۳) ایک اور جگہ ارشاد ہوا: "اے ایمان والو! انصاف پر خوب قائم رہنے والے اور اللہ کے لئے گواہی دینے والے رہو"۔ (النساء: ۱۳۵) پھر ارشاد ہوا: "اور (خدا کے خاص بندے وہ ہیں) جو جھوٹی گواہی نہ دیں"۔ (الفرقان: ۷۲) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خیانت کرنے والے مرد اور خیانت کرنے والی عورت کی گواہی مقبول نہیں' اور نہ اس کی جس پر حد لگائی گئی ہو' اور نہ اس کی جو اپنے بھائی سے کینہ رکھتا ہو' اور نہ اس شخص

کی جو ولاء اور قرابت میں متہم ہو' اور نہ اس شخص کی اپنے خاندان کے متعلق گواہی مقبول ہے جس کا خرچ اس خاندان پر منحصر ہے"۔ ک

(۱۹) پابندیٔ عہد کا حق: حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَاَوْفُوا بِالْعَهْدِ** (بنی اسرائیل: ۳۴) "اور عہد کو پورا کیا کرو"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **لَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ** (مشکوٰۃ) "جس میں عہد نہیں اس میں ایمان نہیں"۔ حضور علیہ السلام کا قبل از نبوت ایک کاروباری عہد کی پابندی میں تین دن تک کھڑے رہنا بھی منقول ہوا ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر پابندیٔ عہد کی متعدد مثالیں سامنے آتی ہیں۔

(۲۰) آپس میں رازوں کی حفاظت کی پابندی: حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: تم دوسروں کے عیوب کی پردہ پوشی کرو' اللہ تعالیٰ (جو ستّار ہے) تمہارے عیوب پر پردہ ڈالے گا"۔ (بخاری) پھر فرمایا: "مجلسوں میں جو باتیں کی جائیں وہ امانت ہیں"۔ ایک اور موقع پر آپؐ نے ارشاد فرمایا: "سب سے بدترین خائن وہ ہے جو رات کو اپنی بیوی (یا بیوی خاوند) کے پاس لیٹے اور دن میں اس کا تذکرہ کرے"۔ (مسلم)

(۲۱) تکفیر بازی سے اجتناب: باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا** (النساء: ۹۴) "اور جو شخص تم پر سلام کا اظہار کرے تو تم اس سے یہ نہ کہو کہ تم مسلمان نہیں"۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہتا ہے تو کفران دونوں میں سے کسی ایک پر لوٹ آتا ہے"۔

(۲۲) آپس میں جھگڑے کی ممانعت: خدا تعالیٰ فرماتا ہے: **وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ** (انفال: ۴۶) "اور آپس میں جھگڑا نہ کرو (اگر ایسا ہو گا تو تم) ہمت ہار جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی" (یعنی رعب ختم ہو جائے گا) پھر فرمایا کہ "اختلاف (و

ک چونکہ ان گواہوں میں تمام کے تمام عیوب ایسے ہیں جو حقوقِ انسانی کے استحصال اور ضرر پر محیط ہیں' اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو "شرفِ گواہی" سے محروم کر دیا ہے۔ قرآن مجید میں سورۃ النور میں بھی ایسے افراد کا تذکرہ موجود ہے جو حقوقِ انسانی میں رخنہ ڈالنے کے سبب تا ابد گواہی کے حق سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔

جھگڑا بازی) سے بچو کہ پہلی اقوام اختلاف ہی کی وجہ سے تباہ ہوئی تھیں"۔ (بخاری)
(۲۳) غیبت کی ممانعت : ارشادِ الٰہی ہے: " اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے' کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے؟" (الحجرات: ۱۲) حضور علیہ الصلوۃ و السلام نے ارشاد فرمایا : "غیبت کرنا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے اور جس نے غیبت سنی گویا اس نے (خود) غیبت کی"۔
(۲۴) آپس میں خیر خواہی : خدا تعالیٰ کا فرمان ہے : **وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا** (الحشر) "اے ربّ! ہمارے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے کینہ نہ رہنے دے"۔ نبی کریم علیہ الصلوۃ و التسلیم کا ارشاد ہے: "ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے' نہ وہ اس پر ظلم کرے' نہ اس کو بے مدد چھوڑے اور نہ اس کی تحقیر کرے" (صحیح مسلم)۔ پھر فرمایا: "وہ (مسلمان) نہ تو اس (دوسرے مسلمان) پر ظلم کرے' نہ اس کو اس کے دشمن کے حوالہ کرے" (سنن ابی داوٗد)۔ پھر ارشاد ہوا : "مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں" (بخاری)۔ مزید فرمایا گیا: "اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے" (سنن ابی داوٗد)۔ "مسلمان کو گالی دینا فسق ہے" (بخاری)۔ "حسد سے بچو کہ یہ نیکیوں کو یوں کھا جاتا ہے جیسے سوکھی لکڑی کو آگ" (ابو داوٗد)۔ "اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم " (بخاری)۔ پھر اس فرمان کی وضاحت فرمائی کہ ظالم ہونے کی صورت میں اسے ظلم سے روکو' یہ اس کی مدد ہو گی۔
(۲۵) مجموعی حقوق : حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "ہر مسلمان پر اس کے مسلمان بھائی کے پانچ حق ہیں۔ اوّل سلام کا جواب دینا' دوم اس کے چھینکنے پر "یرحمک اللہ" کہنا ' سوم اس کی دعوت کو قبول کرنا' چہارم بیمار ہو تو عیادت کو جانا ' پنجم مرجائے تو جنازہ کے ساتھ چلنا" (سنن ابی داوٗد) بخاری کی روایت میں اس پر دو کا اضافہ ہے۔ یعنی "امدادِ مظلوم اور ایفائے عہد"۔

مختصرا یہ پچیس حقوق باہمی طور پر مسلمان رعایا کے آپس کے حقوق ہیں' جو انفرادی طور پر ہر فرد پر لازم ہیں۔ سرکارِ دو عالمؐ نے قرآنی تعلیمات اور اپنے اسوۂ حسنہ کے ذریعے ان کی پابندی کو ضروری قرار دیا ہے تاکہ مسلم معاشرہ امن و سکون' بھائی چارہ' ہمدردی' راست روی اور تقویٰ کی آماجگاہ بنا رہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق

حضرت آدم علیہ السلام سے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تک جتنے بھی انبیاء و رُسل آئے وہ مکمل طور پر بشری حالت میں آئے۔ اگرچہ ان کی بشریت اور عام بشریت میں کوئی نسبت ہی ممکن نہیں مگر پھر بھی یہ سنتِ الٰہیہ رہی ہے کہ انسانوں کی طرف انہی میں سے ایک انسان کو رسول بنایا گیا یا نبی مقرر کیا گیا۔ٛ اس لئے انسانوں کے حقوق کا تذکرہ کرتے وقت بہتر ہے کہ سب سے پہلے انبیاء کے حقوق پر ایک نظر ڈالی جائے کہ حفظِ مراتب کے اعتبار سے انبیاء کا مقام انسانوں میں سب سے بلند اور حضورؐ کا مقام بالخصوص "بعد از خدا" ہے۔ تو آیئے ذرا نبیؐ کے حقوق پر ایک نگاہ ڈالیں:

(الف) اطاعت و تسلیمات:

ا۔ "(اے رسولؐ اللہ) آپ یہ فرما دیں کہ اللہ اور (اس کے) رسولؐ کی اطاعت کیا کرو' پھر اگر وہ لوگ اعراض کریں تو اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا"۔ (آل عمران: ۳۲)

۲۔ "جس نے رسولؐ کی اطاعت کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی"۔ (النساء: ۸۰)

۳۔ "(اے مسلمانو!) جو چیز تم کو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) دے دیا کریں لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو منع کریں اس سے رک جایا کرو!" (الحشر: ۷)

۴۔ حضورؐ کا ارشاد ہے: "جس نے میری اطاعت کی تو اس نے خدا کی اطاعت کی اور

ٛ قرآن حکیم میں اس موضوع پر تفصیل و تشریح موجود ہے' چنانچہ فرمایا گیا ہے: (۱) **لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا** (آل عمران: ۱۶۴) "مومنوں پر اللہ کا فضل ہے کہ (اس نے) انہی میں سے ایک رسولؐ مبعوث کیا" (۲) **وَ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ کَذَّبُوْا.... مَا ھٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یَاْکُلُ مِمَّا تَاْکُلُوْنَ مِنْہُ وَ یَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ** (المومنون: ۳۳) "(منکرینِ حضرت ہودؑ نے کہا) یہ شخص کچھ بھی نہیں ہے بس ایک بشر ہے تم ہی جیسا' جو کچھ تم کھاتے ہو وہی یہ کھاتا ہے اور جو کچھ تم پیتے ہو' وہی یہ پیتا ہے"۔ (۳) **وَ مَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ اِلَّا رِجَالًا** (الانبیاء۔۷) "اے نبی! ہم نے تم سے پہلے انسانوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا ہے"۔ (۴) "اے نبی! تم سے پہلے ہم نے جو بھی پیغمبر بھیجے تھے۔ وہ سب انسان ہی تھے۔" (سورۃ یوسف: ۱۰۹)

جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے خدا کی نافرمانی کی"۔ (بحوالہ کتاب الشفا از قاضی عیاض")

(ب) بیعت:

ا۔ "بیشک وہ لوگ جو (صلح حدیبیہ کے وقت) آپؐ سے بیعت کر رہے ہیں وہ خدا ہی سے بیعت کر رہے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے"۔ (الفتح: ۱۰)

۲۔ "بے شک اللہ ان مسلمانوں سے خوش ہو گیا ہے جب کہ یہ لوگ آپؐ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور ان کے دلوں میں جو اخلاص تھا وہ بھی اللہ کو معلوم تھا" (الفتح: ۱۸)

(ج) عدمِ مخالفت:

ا۔ "جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں وہ سخت ذلیل لوگوں میں سے ہیں"۔ (المجادلہ: ۲۰)

(د) آداب:

ا۔ "اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں پیغمبرؐ کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور نہ ان کے ساتھ بہت زور سے بات کرو جیسے کہ تم آپس میں کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں (اس کا) شعور ہی نہ ہو"۔ (الحجرات: ۲)[ف]

(ہ) اتباعِ سنّت:

ا۔ "(اے نبیؐ!) آپ (لوگوں سے) فرما دیں کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کرے گا" (آل عمران: ۳۱)

۲۔ "یقیناً تم لوگوں کے لئے اللہ کے رسولؐ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے"۔ (الاحزاب: ۲۱)

(و) احترامِ ازواجِ مطہّرات:

ا۔ "نبیؐ مؤمنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپؐ کی

ف مولانا اشرف علی تھانوی نے "نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیبؐ" میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ: "میری قبر پر آؤ تو مجھے ایسے مخاطب نہ کرنا جیسے تم اپنے مردوں کو پکارتے ہو، بلکہ میرا ادب زندہ کی حیثیت سے ہی کرنا"۔ (ص ۲۸۸)

بیبیاں ان (مؤمنین) کی مائیں ہیں"۔ (الاحزاب: ٦)

۲۔ "اے مسلمانو! پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر (بلا اجازت) نہ جایا کرو، مگر جب تمہیں کھانے کے لئے اجازت دی جائے .... (اور وہ بھی) عین وقت پر اور جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو۔" (الاحزاب: ۵۳)

(ز) ایذا دہی سے بچنا:

۱۔ "بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کو کسی طرح کی تکلیف دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت دونوں میں خدا کی لعنت ہے اور اللہ نے ان کے لئے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔" (الاحزاب: ۵۷)

۲۔ "اے مسلمانو! ان لوگوں جیسے نہ بنو جنہوں نے موسیٰؑ کو ایذا دی تھی (الزام تراشی کر کے)"۔ (الاحزاب: ٦۹)

۳۔ "اور جو لوگ اللہ کے رسولؐ کو تکلیف دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے"۔ (التوبہ: ٦١)

(ح) ممانعتِ استہزاء:

۱۔ آپ (ان منافقین کو) فرما دیں کہ اچھا تم استہزاء کئے جاؤ"۔ (التوبہ: ٦۴) سورۃ البقرہ میں بھی منافقین کا مؤمنوں کے ساتھ استہزاء آمیز رویہ کا ذکر کیا گیا ہے، مؤمنوں میں پیغمبر علیہ السّلام بھی شامل ہیں۔

(ط) حمایت و نُصرت:

۱۔ "مدینے کے رہنے والوں اور گردوپیش کے دیہاتیوں کو یہ زیبا نہ تھا کہ وہ رسولؐ اللہ کا ساتھ نہ دیں، اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو ان کی جان سے عزیز سمجھیں۔" (التوبہ: ۱۲۰)

۲۔ پس جو لوگ اس نبیؐ پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور اتباع کرتے ہیں اس نُور کی جو اس نبی کے ساتھ اتارا گیا یہی لوگ مُفلحون ہیں"۔ (الاعراف: ۱۵۷)

(ی) درود و سلام:

۱۔ "بیشک اللہ اور اس کے فرشتے پیغمبرؐ پر درود و سلام بھیجتے رہتے ہیں، تو اے مسلمانو! تم بھی پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود و سلام بھیجتے رہو۔" (الاحزاب: ۵٦)

۲۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب کوئی مؤمن مجھ پر ایک دفعہ درود

بھیجتا ہے تو اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے' دس گناہ معاف کرتا ہے اور دس درجے بلند کرتا ہے"۔ (نشر الطیب بحوالہ نسائی)

(ک) روضۂ مبارکہ کی زیارت:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو خانۂ کعبہ کا حج کرے اور میری قبر کی زیارت نہ کرے وہ مجھ پر ظلم کرتا ہے"۔ (ترمذی)

(ل) افراط و تفریط کی ممانعت:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مجھے دوسرے نبیوں پر فضیلت نہ دو' اگرچہ میں قیامت کے دن تمام بنی آدمؑ کا سردار ہوں گا اور میں ہی سب سے پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر شق ہو گی۔ سب سے پہلے میں ہی لوگوں کی شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت مقبول ہو گی" (مسلم)۔آپؐ نے وصیت کی: "ایسا نہ ہو کہ میرے بعد میری قبر کو سجدہ گاہ بنا لو"۔ (ترمذی)

(م) نسبتِ جھوٹ کی ممانعت:

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: **فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ** (ترمذی) "اور جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ کی تہمت لگائے تو اسے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لینا چاہئے"۔

(ن) عدمِ تفرقہ:

۱۔ "اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی ایک کو دوسرے سے جدا نہ سمجھا تو ایسے ہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ان کے اجر عطا فرمائے گا"۔ (النساء: ۱۵۲)

(س) تمام انبیاء پر یکساں ایمان اور ان کی کتابوں پر ایمان:

۱۔ "اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ اور اس کتاب کے ساتھ جو اس نے اپنے رسولؐ پر نازل فرمائی اور ان کتابوں کے ساتھ جو پہلے نازل ہو چکی ہیں اعتقاد رکھو اور جو شخص اللہ' اس کے فرشتوں' اس کی کتابوں' اس کے رسولوں اور روزِ قیامت کا انکار کرے تو وہ شخص بہت بڑی گمراہی میں جا پڑا"۔ (النساء: ۱۳۶)

۲۔ "بے شک جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے منکر ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے

(باقی صفحہ ۶ پر)